



مجلس البحث الإسلامي  
محدث فتویٰ

## سوال

(555) مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

## مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض

(از قلم جناب حضرت مولوی صاحب عید اللہ صاحب صدر یازار دہلی)

صورت مسئلہ یہ ہے۔ بیٹی۔ بہن۔ بچا زاد۔ بھائی مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ بیٹی ذات الفرض کے بعد اقرب الی المیت کہلے گا۔ (مدیر)

مذاکرہ علمیہ دربارہ مسئلہ فرائض کا اعلان اخبار الہدیہ 15 نومبر 1935ء میں میری نظر سے گزرا تھا۔ جس میں علماء کو متوجہ کیا گیا تھا کہ اس پر قلم اٹھائیں مذاکرہ واقعی قابل توجہ تھا میں اخبار الہدیہ برابر دیکھتا رہا لیکن والے افسوس بر حال ماکہ لذت کش انتظار ہی رہا کسی نے اس طرف عنان توجہ منعطف نہ کی پھر اخبار الہدیہ 1 جنوری میں پر زور لفظوں کے ساتھ علماء کو متوجہ کیا گیا کہ اس پر ضرور قلم اٹھائیں۔ مذاکرہ کی صورت یہ تھی کہ ایک حدیث ہے۔

ما البقۃ الفرائض فلا ولی رجل ذکر دوسری حدیث ہے اَعْلُوا الْاَنْوَابَ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَہ

حدیث اول کی رو سے عصبہ صرف مرد ہی ہو سکتا ہے عورت نہیں اور حدیث دوم کی رو سے عورت بہن عصبہ ہو سکتی ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بیٹی بہن چچیرا بھائی چھوڑا تو دونوں حدیثوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تقسیم مال کس طرح ہوگی۔ میں عالم شخص نہیں مگر دیکھا کہ ہمارے اکابر خاموشی سے کام لے رہے ہیں اس پر قلم اٹھانے کا نام نہیں لیتے ہیں تو "لغوائے بدنام کنندہ نگوامے چند" محض اس خیال سے اللہ کا نام لے کر خامہ فرسائی کی جرات کر بیٹھا کہ ممکن ہے کہ مجھ سے کم علم کے اقدام کرنے پر ہمارے اکابر قلم اٹھانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی ونعم الوکیل



مذکورہ بالا حدیثوں میں قابل غور حدیث اول ہے کیونکہ اس میں عام حکم یہ ہے اہل فرض کو ان کا حصہ دینے کے بعد باقی ماند اس عصبہ کا ہے جو مذکر ہو چنانچہ اس میں

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور علماء رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کے دو گروہ ہیں۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حدیث مذکور کے راوی بھی ہیں۔ اور اہل ظاہر ان لوگوں کا یہی مذہب ہے۔ کہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد باقی ماندہ عصبہ مذکر کو ملے گا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مذکور کے اس آیت شریفہ سے بھی جہت پکڑتے ہیں۔

إِنْ امْرُؤُكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ سُوْرَةُ النِّسَاءِ ۱۷۶

یعنی اگر کوئی مرد جائے۔ اور اس کی اولاد نہ ہو۔ اور اس کی بہن ہو تو اس کے واسطے مال متروکہ کا نصف ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بہن کو بیٹی کے ساتھ جو شخص کچھ دلائے وہ ظاہر قرآن کا مخالف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت اور علماء جمہور کا یہ مسلک ہے کہ بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے۔ بیٹی کو دینے کے بعد جو باقی بچے وہ بہن کو ملے گا۔ امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باب باندھتے ہیں۔ باب میراث الانوات مع البنات عصبۃ اس باب کی شرح کے تحت ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن بطال اجماعوا علی ان الانوات عصبۃ البنات فی ثلث ما فضل عن البنات

یعنی ابن بطال کہتے ہیں۔ کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے۔ کہ بہنیں بیٹیوں کی بنائی ہوئی عصبہ ہیں۔ پس بیٹیوں سے جو فاضل بچے گا اس کی وارث ہوں گی۔

نیل الاوطار جزء ششم کے صفحہ 117 میں حدیث اول کے ماتحت میں علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والحدیث یدل علی ان الباقي بعد استيفاء اهل الفروض المقدرة لفروضهم یكون لاقرب العصبات من الرجال ولا یشارك من ہوا بعد منه وقد حکى النووي الاجماع علی ذلك وقد استدلل بہ ابن عباس ومن وافقه علی ان المیت اذا ترک بنتا واختا وانما یكون للبنات النصف والباقي للاخ ولاشی لا لاخت انتہی

یعنی حدیث (ما بقیہ الفرائض ل) اس پر دال ہے کہ قرآن مجید میں مقرر فرض والوں کو ان کا فرض دینے کے بعد باقی ماند قریب کے عصبہ مذکر کا ہوگا۔

اور جو عصبہ بعید ہے وہ اس کا شریک نہ ہوگا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حکایت کرتے ہیں کہ اجماع اس پر ہے ابن عباس اور ان کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ میت جب بیٹی بہن اور بھائی کو چھوڑے تو آدھا بیٹی کا ہوگا اور باقی بھائی کا بہن کو کچھ نہ ملے گا بظاہر علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔

لیکن امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں یہ حدیث عصبہ (1) کی وارثت کے متعلق ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ فروض کے بعد جو باقی بچ رہے عصبہ (2) کا ہے قریبی عصبہ مقدم کیا جائے گا پھر اس کے بعد کا قریبی تو عصبہ قریب کے ہوتے عصبہ بعید وارث نہیں ہو سکتا پس اگر کسی نے بیٹی بھائی اور چچا چھوڑا تو آدھا بیٹی کا فرض کے مطابق ہوگا اور باقی بھائی کا بچا کو کچھ نہیں ملے گا۔ "

آگے فرماتے ہیں کہ میرے اصحاب نے کہا کہ عصبہ کی تین قسمیں ہیں ایک عصبہ بنفسہ دوسرے عصبہ لغيرہ تیسرے عصبہ مع غیرہ۔

اگر کوئی بیٹی حقیقی بہن اور سویتلا بھائی چھوڑے تو ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور باقی بہن کو سویتلے بھائی کو کچھ بھی نہ ملے گا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جز 27۔ صفحہ نمبر 295)۔ میں حدیث (ما بقیہ الفرائض ل) کے تحت میں لکھتے ہیں۔

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ذکر صفت لفظ اولی کی ہے رجل کی نہیں ہے اور اولیٰ معنی میں قریب کے لئے تو گویا یوں کہا کہ باقی ماندہ میت کے قریبی مذکر کے لئے ہے جو صلب کی جانب سے ہو نہ کہ اس کے لئے جو بطن کی جانب سے ہو پس اولی باعتبار معنی کے میت کی طرف مضاف ہے اور اگر رجل کو ذکر کر کے اولویت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تو اس سے یہ فائدہ نکلا کہ میراث کی نفی اس اولیٰ سے کی گئی ہے جو ماں کی جانب سے ہو مثلاً ماموں اور لفظ ذکر سے میراث کی نفی عورت عصبہ سے ہے۔ اگرچہ وہ میت کی جانب باعتبار صلب کے منسوب



پھر اس جز 27 کے صفحہ 296 میں۔ میں اسی حدیث کے تحت میں طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال کرتے ہیں کہ کسی نے بیٹی اور حقیقی بھائی بہن چھوڑا تو بیٹی کا آدھا باقی بھائی کا ہوگا بہن کا کچھ نہ ہوگا اگرچہ وہ حقیقی ہی کیوں نہ ہو اور اس کا لحاظ اسمیں کیا ہے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اگر کوئی عصبہ ہو تو بہن کا بیٹی کے ساتھ کچھ نہ ہوگا بلکہ بیٹی کے بعد جو بچے وہ عصبہ کا ہے اگرچہ وہ عصبہ بعید ہو اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے قول۔۔ آیت **إِنْ أَمْرُكَ فَلْيَسَّرْ لَہٗ وَلَہٗ أَنْحَتٌ فَلَبَّا نُصِفٌ نَّاتِرًا** ۱۷۶ **سورة النساء** سے بھی محبت بگڑی اور کہتے ہیں کہ جو شخص بیٹی کے ساتھ بہن کو دلوائے وہ ظاہر قرآن کا مخالفت ہے۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان لوگوں پر بالاتفاق استدلال پیش کیا گیا اس بات پر کسی نے بیٹی اور پوتا پوتی مساوی درجہ کے چھوڑا تو آدھا بیٹی کا ہوگا اور باقی پوتا پوتی کے درمیان تقسیم ہوگا پوتے کو مذکر ہونے کے سبب سے باقی کے ساتھ مختص نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اسکی بہن کو بھی وارث قرار دیا حالانکہ وہ مونث ہے اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اپنے عموم پر بلکہ کسی خاص بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی بیٹی اور پھوپھی چھوڑے تو بے شک آدھا بیٹی کا اور باقی ماندہ چچا کا ہوگا نہ کہ پھوپھی کا طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے آیت سے حجت پکڑنے کا جواب دیا۔ کے لوگوں کا اس پر اجماع ہے۔ کہ میت اگر بیٹی اور سوتیلہ بھائی چھوڑے۔ تو آدھا بیٹی کا اور باقی بھائی کا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قول لیس لہ ولد کا مطلب یہ ہے کہ ولد سے وہ ولد مراد ہے جو کل کا مالک ہو سکے۔ نہ وہ ولد جو کل کا مالک نہ ہو سکے۔

حاصل کلام یہ کہ حدیث اول سے معلوم ہوا کہ اصحاب فروض کو مفروضہ حق دینے کے بعد باقی ماندہ عصبہ کو ملنا چاہیے۔ علماء کی تصریح کے مطابق عصبہ کی تین قسمیں ہیں۔ ایک عصبہ بنفسہ کہ اگر اصحاب فروض نہ ہوں۔ تو کل مال کا مالک بذات خود ہو جائے۔

دوسرے عصبہ لغیرہ کہ بذات خود تو عصبہ نہ ہو۔ مگر بذات خود عصبہ بننے والے کے ساتھ عصبہ بن جائے۔ جیسے بیٹی اور پوتی وغیرہ کہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے۔

تیسرے عصبہ مع غیرہ جو بذات خود عصبہ نہ ہو بننے والے کے ساتھ مل کر عصبہ بنے جیسے بہن کو بیٹی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

جب عصبہ کی تین قسمیں ہوں۔ تو بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کئی کئی عصبے جمع ہو جاتے ہیں۔ جیسے عصبہ بنفسہ قریبی عصبہ لغیرہ عصبہ مع غیرہ یا صرف عصبات بنفسہ یا عصبہ بنفسہ بعید اور عصبہ مع غیرہ تو ان صورتوں میں باقی ماندہ کا مستحق کون ہوگا اگر پہلی صورت پیش آجائے۔ تو عصبہ بنفسہ قریبی باقی ماندہ کا مستحق ہوگا۔ مگر اپنے اس حق میں اس کو بھی شامل کرے گا۔ جسے وہ عصبہ بنانا ہے۔ مثلاً بیٹی بیٹی بہن اور ماں کو کوئی چھوڑے۔ تو ماں کا فرض مقرر کر دینے کے بعد باقی ماندہ کو بیٹی بیٹی تقسیم کر لیں گے۔ بہن کو کچھ نہ ملے گا۔

اور اگر دوسری صورت پیش آجائے۔ تو جو میت سے زیادہ قریب ہوگا۔ وہ کل باقی ماندہ کو لے لے گا جیسے ماں۔ بیٹا بھائی چچا یا ان کے لڑکے جمع ہو جائیں تو ماں کے دینے کے بعد باقی ماندہ کا مالک بیٹا یا اس کا لڑکا ہوگا۔ بھائی چچا یا ان کے لڑکوں کو کچھ نہیں مل سکتا۔

اور اگر تیسری صورت پیش آجائے یعنی عصبہ بنفسہ بعید اور عصبہ مع غیرہ جمع ہو جائیں تو بھی اقرب کا لحاظ کیا جائے گا جیسے بیٹی بہن اور سوتیلہ بھائی کو کوئی چھوڑے تو بیٹی کو آدھا بقدر فرض دینے کے بعد باقی ماندہ کی مالک بہن ہوگی سوتیلہ بھائی نہیں ہو سکتا کیونکہ بہن سوتیلے بھائی سے زیادہ قریب ہے اول اور دوم صورت میں حدیث

**اول ما یبقیہ الفرائض فلا ولی رجل زکر رجل**

ذکر پر عمل کیا جائے گا اور تیسری صورت میں حدیث۔

**اجعلوا لالاخوات مع البنات عصبۃ**

اس قدر تفصیل کرنے کے بعد مسئلہ مذکور کے اندر دیکھا تو یہی تیسری صورت پائی جاتی یعنی بہن چچا زاد بھائی بہن اگرچہ عصبہ مع غیرہ ہے اور چچا زاد عصبہ بنفسہ ہے مگر بہن میت

سے زیادہ قریب ہے اور پچا زاد بھائی بالکل بعید ہے اسی لئے بیٹی کو آدھا جینے کے بعد باقی ماند آدھے کی مالک بن ہوئی پچا زاد کو کچھ نہیں ملے گا یہی علماء کا متفق علیہ اور معمول بہ ہے اول ما بقتہ الفرائض فلاولی رجل زکر رجل

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق عموم پر محمول کی جائے گی اور اگر عموم پر ہی محمول کی جائے پھر بھی بہن کے ہوتے پچا زاد کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ اس عموم سے رسول اللہ ﷺ کی خاص کردہ ہے علاوہ ازیں اگر بیٹی کے ساتھ بہن ہو تو

اول ما بقتہ الفرائض فلاولی رجل زکر رجل پر عمل ہوگا اور اگر بہن ہو تو۔ اخلوا الاخوان مع البنات عصبۃ پر عمل کیا جائے گا۔

## اہل حدیث

قابل مجیب نے بہن کو اقرب ہونے کی وجہ سے اسی کو عصبہ بنایا ہے مولوی احمد دین سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سابقہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے موصوف نے پچا زاد بھائی کو عصبہ بنا کر باقی کا وارث بنایا ہے۔ دونوں جوابوں میں اختلاف ہے۔ مسئلہ ضروری ہے۔ اہل علم بالضرورت توجہ کریں۔ (الحدیث امرتسر ص 809 - 7 فروری 196ء)

## زوی الفروض

دو لڑکیاں ایک بہن ایک چچیرا بھائی حدیثی جھگڑا۔ 1۔ لڑکیاں۔ حقدار دو ثلث باقی کئے لئے بہن عصبہ۔ 2۔ بہن کی بجائے پچا زاد عصبہ ہے۔ جاہل ہو کر دخل ور معقولات گستاخی ہے۔

## رموز مملکت خویشت خسرواں وانند

مدعا مذکرہ ہے مقصود تحالف حدیث کو رفع کرنا ہے۔ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دین میں حسب مواقع عقل کو بھی دخل ہے۔ بظاہر بہن عصبہ اول ہے۔ پچا زاد درجہ دوم ہے۔ اگر یہ قضیہ برپسندیدگی لڑکیاں چھوڑا جاوے تو کیا گناہ ہے؟ ایک حدیث پر عمل ہوگا۔ اصحاب خرد نے بھی آخر اپنی رائے سے کام لیا ہے۔ واللہ اعلم

جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ تو ایک پر ہی عمل ہو سکتا ہے۔ جس میں موقع شناسی کی کی ضرورت ہو۔ (احقر قاسم علی اور سیر پنشنز۔ بہاولپور) (الحدیث امرتسر ص 2610 زوی الحج 1354 جبری)

1۔ (1) عصبہ کے معنی لڑکوں اور قربت داروں زینہ کے جو باپ کی طرف سے ہوں۔ (نصیر لغات جلد 2 صفحہ 37 -) (2) بہن عصبہ نہیں بنتی بلکہ محکم حدیث مذکور عصبہ منصوبہ ہے اور یہی صحیح ہے (الحدیث)



جلد 2 ص 511

محدث فتویٰ